جناب صلاح الدین

حضرت مولانا اشرف علی قریشیؒ

شخصیت اور خدمات

صوبہ سرحد کی قدیم اور تاریخی دینی درسگاہ دارالعلوم جامعہ اشرفیہ کے نائب مہتمم اور جید عالم دین مولانا اشرف علی قریشیؒ مرحوم ومغفور بروز پیر ۱۳؍ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ بمطابق ۱۷؍ اکتوبر ۲۰۰۵ء کو اس دار فانی سے عالم بقاء کو سدھار گئے' اس دوران دارالعلوم تعزیت کیلئے آنے والوں کا تانتا بندھا رہا اور صوبے کے کونے کونے سے ہزاروں لوگوں اور عقیدت مندوں نے پشاور آ کر مرحوم کے صاحبزادگان مولانا حافظ ارشد علی قریشی اور مولانا حافظ اسد علی قریشی کے ساتھ ہمدردی وتعزیت کا اظہار کیا۔ دارالعلوم جامعہ اشرفیہ عیدگاہ کالونی کے احاطہ میں ان کی قبر پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔ تعزیت کے لئے آنے والوں میں دینی مدارس کے طالب علم بھی تھے' اساتذہ اور جید علمائے کرام و مشائخ عظام بھی' برسراقتدار حکمران بھی تھے' اعلیٰ حکام بھی' اپوزیشن قائدین بھی اور ممتاز سیاستدانوں کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے اور ہر مکتبہ فکر کے نمائندہ افراد بھی شامل تھے۔ دراصل مولانا اشرف علی قریشیؒ ایسی ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے کہ معاشرے کے ہر طبقہ میں انہیں عزت واحترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔

فرمایا گیا موت العالِم' موت العالَم یعنی ایک عالم کی موت سے اتنا بڑا نقصان ہوتا ہے جو پوری دنیا کی موت کے برابر قرار پاتا ہے۔ مولانا اشرف علی قریشی بھی ایسے ہی علماء میں شامل تھے۔ جن کی موت نہ صرف ان کے خاندان کیلئے ایک بہت بڑا صدمہ ہے بلکہ ان کے یوں بچھڑ جانے سے امت مسلمہ کی مذہبی قیادت میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ حقیقتاً آسانی سے پُر نہیں ہو سکے گا۔ انہوں نے دینی تعلیم اپنے مدرسے میں حاصل کی۔ مولانا عبدالودود قریشیؒ نے اپنے بیٹے کو تمام علوم دینیہ وشرعیہ سے آراستہ کیا۔ دورہ تفسیر کی سند اسلامی یونیورسٹی بہاولپور سے حاصل کی۔ مولانا اشرف علی قریشی ایک جید عالم دین' سکالر اور ہزاروں طالب علموں کے شفیق استاد اور ہم جیسے دنیاداروں کے نفیس دوست تھے۔ انہوں نے دینی علوم کے فروغ خصوصاً نوجوان نسل کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کیلئے چپکے چپکے بڑی مختصر مدت میں اتنا کام کیا کہ شاید اسکے ہم پلہ کوئی مثال مل سکے۔ ۵۳ سال بڑی مختصر عمر ہے۔ اس میں تو عام آدمی اپنی روزمرہ مصروفیات اور خاندانی ذمہ داریوں ہی سے بمشکل عہدہ برآ ہو سکتا ہے لیکن یہ مولانا اشرف علی قریشی کا کمال تھا' کہ وہ عہد شباب ہی میں اپنے حصے کا تمام کام مکمل کر گئے۔ مذہبی موضوعات پر بیس سے زائد تحقیقی کتابوں کی تصنیف وتالیف انہی کا حصہ تھا۔ ضخیم ارکان اسلام کے علاوہ مناسک حج' کتاب الحج' (عربی) تعلیمات اسلام' کتاب الدعاء اسلام کا نظام زکوٰۃ' مسائل نماز' ماہ صیام' اسوہ حسنہ' (پشتو) سیرت وسوانح' غیبت' رہ نجات' سفرنامہ حجاز' اور تاریخ اسلام پر ایک نظر جیسی جامع اور مدلل کتابیں ان کا قابل رشک توشہ آخرت ہے۔ مذہب کیساتھ ساتھ مرحوم نے سماجی شعبہ میں عوام کی

بہترین رہنمائی کی۔ اَسی (۸۰) کی دہائی میں جب ہم نے ہیروئن اور دیگر نشوں کی لعنت کے خلاف منظم جدوجہد کی غرض سے ''گرین دسمبر موومنٹ'' قائم کی تو تنظیم کے روحانی علاج کے شعبہ (Religious Therapy) کو مولانا مرحوم کی قیادت میسر آئی۔ آپ نے تنظیم کی ہر مرحلے پر مذہبی پہلوؤں کے حوالے سے بڑی موثر رہنمائی کی اور نشر و اشاعت کے محاذ پر، ہیروئن ایک عالمگیر وبا' انسانیت پر ہیروئن کے تباہ کن اثرات اور سگریٹ نوشی کا شرعی جائزہ جیسے کتابچے تحریر کر کے ہمارا کام بڑا آسان کیا اور ہزاروں نوجوان ان تحریروں سے متاثر ہو کر نشے سے باز آ گئے۔ مولانا مرحوم کے زیرادارت شائع ہونے والے ''ماہنامہ الاشرف'' نے بھی اس محاذ پر موثر کردار ادا کیا' آپکے زیرسرپرستی ادارہ تبلیغ اسلامی نے اتحاد بین المسلمین کیلئے بھرپور کردار ادا کیا' جبکہ آپ نے اسلامی نظام کے عملی نفاذ کی جدوجہد میں صعوبتیں بھی برداشت کیں۔

مولانا اشرف علی قریشی مرحوم و مغفور نے ۳/اپریل ۱۹۵۳ء کو ممتاز عالم دین حضرت مولانا عبدالودود قریشیؒ کے ہاں آنکھ کھولی' آپ کے دادا حضرت مولانا ریحان گل قریشی بھی ایک جید عالم دین اور مرد درویش تھے۔ آپ کے والد مرحوم کو طویل عرصہ تک شیخ الاسلام حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔ مرحوم کو اپنے استاد مرشد سے اتنی گہری عقیدت و محبت تھی کہ انہوں نے اپنے نوزائدہ بچے کا نام بھی اشرف علی رکھا۔ شاید انہیں ادراک ہو گیا تھا کہ ان کا یہ بچہ نہ صرف اس نام کا حقدار ثابت ہوگا بلکہ وہ ان مقاصد کی تکمیل میں بھی مرتے دم تک پیش پیش رہے گا جو اس کے بزرگوں کے مقاصد ہیں یعنی نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کا فروغ۔ مولانا اشرف علی قریشی نے دینی شعبے میں جو گراں قدر خدمات سرانجام دیں' اس کے پیش نظر اسم بامسمی ثابت ہوئے۔ روشن خیالی کی اصطلاح آج کل بوجوہ بڑی مشہور ہو رہی ہے' لیکن مولانا مرحوم اپنے حلقوں میں اوائل عمر ہی سے ایک روشن خیال عالم دین کے طور پر جانے پہچانے جاتے تھے' بلکہ اکثر شرعی مسائل کے سلسلے میں گفتگو کرتے ہوئے قدیم و جدید پہلوؤں کا ایسا حسین امتزاج ابھارتے کہ بوڑھے اور جوان دونوں آپ کی علمیت کے قائل ہو جاتے۔

مولانا اشرف علی قریشیؒ اس لحاظ سے تو خوش قسمت تھے ہی کہ انہیں آنکھ کھولتے ہی مذہبی ماحول میسر آیا لیکن یہ خوش قسمتی اس وقت مزید نکھر گئی جب انہیں سسر کی حیثیت سے جید عالم دین اور روحانی پیشوا حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی علمی اور روحانی سرپرستی بھی حاصل ہو گئی۔ پھر یہ بھی حسن اتفاق ہی ہوا کہ سینئر مولانا سمیع الحق کے صاحبزادے مولانا حامد الحق حقانی ایم این اے اور ممتاز اخباری شخصیت پیر سفید شاہ ہمدرد کے فرزند آپ کی دامادی میں آئے۔ مولانا مرحوم نے ایک عالم دین اور متحرک انسان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک شفیق والد اور سسر کی حیثیت سے بھی اپنی خانگی ذمہ داریوں سے پورا پورا انصاف کیا۔ وہ ایک پُرخلوص دوست بھی تھے' جو دوستوں کی خوشی کو اپنی خوشی اور دکھ کو اپنا دکھ سمجھتے۔ پیر صاحب مانکی شریف' پیر سید روح الامین کو ان کی میت پر بچوں کی طرح بلک بلک کر روتے دیکھا گیا۔ یہ مولانا مرحوم کی وہ پائیدار اور سچی دوستی ہی تھی جس نے پیر صاحب جیسے سخت جان انسان کو بھی رلا دیا مولانا مرحوم ایک خوش پوشاک' خوش گفتار اور خوش کردار انسان بھی تھے۔ نفاست آپ کے مزاج میں

کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی' گفتگو ٹھہر ٹھہر کر کرتے تھے۔ متانت اور انکساری آپ کا خاصہ تھا' مہمانوں کی خاطر مدارت میں فخر و مسرت محسوس کرتے' مہمانوں کو اپنے ہاتھوں سے کھانے پینے کی اشیاء بڑی سلیقے سے پیش کرتے' مولانا مرحوم سیر و سیاحت کے بھی شوقین تھے۔ قریباً پوری دنیا دیکھی' یورپ بھی گئے' امریکہ بھی دیکھا' مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید کی بھی سیر کی اور سب سے بڑھ کر دیار حبیب ﷺ میں تو کئی بار حاضری کی سعادت حاصل کی۔

مولانا اشرف علی قریشیؒ کی وفات سے کچھ ہی عرصہ قبل ہمیں دارالعلوم جامعہ اشرفیہ بجوڑی گیٹ پشاور سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کی تقریب دستار بندی کا حال جاننے کا موقع ملا تو اس بات پر خوش گوار حیرت ہوئی کہ دینی مدارس میں انگریزی اور دیگر جدید علوم پڑھائے جانے کے جس معاملے پر ملک میں سیاسی سطح پر محاذ آرائی جاری ہے' وہ اس لئے بلا جواز ہے کہ بیشتر دینی مدارس میں تو یہ طرز تعلیم پہلے ہی سے رائج ہے ان ہی مدارس میں دارالعلوم جامعہ اشرفیہ بجوڑی گیٹ سرفہرست تھا۔ جسے دارالعلوم کے مہتمم اعلیٰ مولانا اشرف علی قریشیؒ نے جدید علوم کے فروغ کی راہ پر بھی گامزن کر رکھا تھا اور ان کے زیر قیادت طلباء دینی تعلیم کیساتھ ساتھ انگریزی اور کمپیوٹر ایجوکیشن بھی حاصل کر رہے تھے۔ دارالعلوم میں دینی تعلیم کیلئے درس نظامی' تجوید القرآن' حفظ القرآن اور تصنیف و تعلیم کے شعبے جید علماء کے زیر نگرانی کام کر رہے ہیں تو دوسری طرف انگریزی کی تعلیم کیلئے دو سالہ کورس کا اجراء کیا گیا ہے۔ جبکہ ریاضی اور کمپیوٹر ایجوکیشن کے شعبوں کے لئے بھی ماہر اساتذہ کرام کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ عیدگاہ کالونی میں مکمل کمپیوٹر سیکشن قائم ہے جس کا انٹرنیٹ پر رابطہ مدینہ یونیورسٹی اور جامعہ الازھر سے قائم ہے۔ اور طلباء ضروری دینی معلومات کے لئے ان مستند اداروں کے ساتھ رابطے میں رہتے ہیں۔ دارالعلوم جامعہ اشرفیہ ۱۹۶۵ء سے رجسٹرار جائنٹ سٹاک کمپنیز کے پاس سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ء کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ دارالعلوم جامعہ اشرفیہ بجوڑی گیٹ کے جائزہ سے تو ہم نے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اگر دینی تعلیم کے فروغ کیلئے جدید ٹیکنالوجی کے ذرائع سے استفادہ کیا جائے تو صحیح معنوں میں دینی تعلیم اور جدید علوم سے آراستہ و پیراستہ مذہبی سکالر دنیا کے سامنے پیش کئے جا سکتے ہیں۔

مولانا اشرف علی قریشیؒ کے دار بقاء کو کوچ کر جانے کے بعد ان کی ذمہ داریاں مرحوم کے جواں سال صاحبزادوں کے کاندھوں پر آ پڑی ہیں' جنازہ کے موقع پر جید علماء کرام اور خاندانی بزرگوں نے ان کے بڑے صاحبزادے مولانا حافظ ارشد علی قریشی کی دستار بندی کی۔ حافظ صاحب نوجوان ہیں' والد کی وفات کے بعد انہوں نے اس صدمہ جانکاہ پر بڑے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور ہر مرحلے پر والد مرحوم کے صحیح جانشین ثابت ہوئے۔ مولانا حافظ ارشد علی قریشی نے بڑے بیٹے کی حیثیت سے خاندانی ذمہ داریاں بھی نبھائی ہیں۔ اور دارالعلوم کے انتظامی فرائض بھی خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہیں ان کا حوصلہ جواں ہے اور ارادے مصمم۔ توقع ہے کہ وہ اس عظیم مشن کو کامیابی سے جاری رکھیں گے جوان کے بزرگوں کا ورثہ ہے مقام اطمینان ہے کہ حافظ صاحب علوم دینیہ سے سرفراز ہے دینی اور دنیوی موشگافیوں کو سمجھتے ہیں' جب سے ہوش سنبھالا ہے والد مرحوم کی آغوش تربیت میں تھے' دعا ہے کہ اللہ انہیں دارالعلوم اشرفیہ سے علم و عرفان کے چراغ جلائے رکھنے کی ہمت عطا فرمائے۔ (امین)